روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | سوموار ۴ جمادی الاوّل ۱۴۱۲ھ، ۱۱ نبوت ۱۳۷۰ ہش ۱۱ نومبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۵۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کا احسان ہے کہ اس نے کچھ پیش کرنے کی توفیق دی

"وہ لوگ جو عجز کے ساتھ قربانی کرتے ہیں جن کے دل میں شکریہ پیدا ہوتا ہے وہ جانتے ہیں کہ سب کچھ خدا کی عطاء ہے۔ ہم نے جو کچھ واپس کیا اس کا بہت تھوڑا واپس کیا جو اس نے ہمیں دیا تھا۔ اس لئے ہمارا احسان نہیں ہے۔ خدا کا یہ بھی احسان ہے کہ اس نے ہمیں دیا اور یہ بھی احسان ہے کہ اس میں سے کچھ اس کے حضور پیش کیا"
(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"غرض یہ ہے کہ جب تک انسان موت کا احساس نہ کرے وہ نیکیوں کی طرف جھک نہیں سکتا۔ میں نے بتلایا ہے کہ گناہ غیر اللہ کی محبت دل میں پیدا ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ دل پر غلبہ کر لیتا ہے۔ پس گناہ سے بچنے اور محفوظ رہنے کے لئے یہ بھی ایک ذریعہ ہے کہ انسان موت کو یاد رکھے اور خدائے تعالےٰ کے عجائباتِ قدرت میں غور کرتا رہے کیونکہ اس سے محبتِ الٰہی اور ایمان بڑھتا ہے اور جب خدائے تعالےٰ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے تو وہ گناہ کو خود جلا کر بھسم کر جاتی ہے۔"
(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۳)

"دوسرا ذریعہ گناہ سے بچنے کا احساسِ موت ہے۔ اگر انسان موت کو اپنے سامنے رکھے تو وہ ان بدکاریوں اور کوتاہ اندیشیوں سے باز آجائے اور خدا تعالیٰ پر اسے ایک نیا ایمان حاصل ہو اور اپنے سابقہ گناہوں پر توبہ اور نادم ہونے کا موقعہ ملے۔ انسان عاجز کی ہستی کیا ہے؟ صرف ایک دم پر انحصار ہے۔ پھر کیوں وہ آخرت کا فکر نہیں کرتا اور موت سے نہیں ڈرتا اور نفسانی اور حیوانی جذبات کا مطیع اور غلام ہو کر عمر ضائع کر دیتا ہے۔"
(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۴)

بیت الفضل لندن میں نماز جنازہ

بیت الفضل لندن میں ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو قبل از نماز جمعہ حضور ایدہ اللہ نے درج ذیل وفات یافتگان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

○ مکرمہ صغریٰ شمیم صاحبہ اہلیہ مکرم فضل الدین صاحب ہمشیرہ مکرم محمد رفیع ناصر۔ ناصر دواخانہ ربوہ

نماز جنازہ غائب

(۱) والدہ صاحبہ مبارک احمد اعجاز آف تہال گجرات۔
(۲) حافظ محمد یوسف صاحب جہلمی ربوہ
(۳) مکرم شیخ غلام نبی صاحب لاہور
(۴) اہلیہ مقصود احمد خاں صاحب (مکرم مولود احمد خان صاحب اور مکرم مسعود احمد خاں صاحب دہلوی کے بھائی کی بیوی ہیں جو کنری فیکٹری میں کام کرتے تھے)
(۵) مکرمہ منور اختر صاحبہ اہلیہ میجر عبدالرحمٰن مغل صاحب۔
(۶) مکرم شیخ ایم۔ ناصر حبیب صاحب آف نائیجیریا۔
(۷) مکرم حمزہ سنیالو صاحب چیف انٹرپریٹر (آف نائیجیریا)
(۸) مکرم شیخ محمود الحسن صاحب ستارہ پاکستان لاہور۔
(۹) مکرمہ خدیجہ بیگم صاحبہ آف حیدر آباد لطیف آباد۔
(۱۰) مکرم چوہدری محمود احمد صاحب سنوری ابن مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری (برادر داؤد گلزار صاحب)

"خدا تعالیٰ کے نزدیک اُس شخص کی قدر و منزلت ہے، جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے۔" (حضرت بانی سلسلہ)

نفسانی خواہشات کی بجائے خدائے واحد کی پرستش کرو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپکے درجات بلند فرمائے

"چونکہ اس قسم کی کمزوریاں انسانوں میں پیدا ہو سکتی تھیں۔ اس لئے فرمایا (سو تم ان (ظالموں) سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو) (البقرہ ۱۵۱) ایسے لوگوں کا کوئی خوف تمہارے دلوں میں پیدا نہ ہو۔ صرف میری ذات ہے جس کی خشیت تمہارے دل میں پیدا ہونی چاہیئے۔ اس معنی میں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے کسی فعل کے نتیجہ میں ہمارا رب ہم سے ناراض ہو جائے اور ہماری ہلاکت کے سامان پیدا ہوں۔

شرک ہم اپنی ذات کا بھی نہیں کرتے۔ شرک ہم اپنی طرف سے جو قربانیاں اپنے رب کے حضور پیش کر رہے ہیں۔ ان کا بھی نہیں کرتے کہ ہم نے بہت کچھ دے دیا۔ حضرت (اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے فرمایا ہے۔ سب کچھ کر کے سمجھو کہ تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ کو نہ ہمارے رکوع و سجود کی ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کو نہ ہماری اوقات کی قربانی، نہ جان کی قربانی کی ضرورت ہے اور خدا تعالیٰ کو نہ ہمارے مال کی ضرورت ہے۔ جنہوں نے اس کو نہیں سمجھا انہوں نے کہہ دیا۔ اللہ فقیر ہے ہم غنی۔ بیوقوف انسان! جو مالک کل ہے وہ فقیر کیسے بن گیا؟ اور جس کے پاس چھوٹی سی اس کی پیدا کردہ دولت آگئی وہ غنی کیسے بن گیا؟ میں مثال دے کر آپ کو سمجھاؤں۔ جس کے پاس دولت ہے ایک فائدہ اس کو یہ ہے کہ خوب اچھا کھانا کھائے۔ ہے نا فائدہ؟ لیکن میں نے دولتمند دیکھے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کو پیسہ دیا اور معدے بیمار کر دیئے۔ وہ مجبور ہو گئے۔ غریب تر انسان کا کھانا کھانے پر۔ کسی کام نہیں آئی دولت۔ ایسے بیمار دیکھے ہیں کہ دنیا کا بہترین لباس پہن سکتے ہیں لیکن اس قسم کی اریٹیشن (IRRITATION) خراش ان کے خون کے اندر پیدا کی کہ وہ ململ کا بوجھ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ تو دولتمند ہونا کس کام آیا؟ خدا تعالیٰ جو خالقِ کل، مالک کل ہے اس کو تو ضرورت نہیں ہے آپ کی دولت کی۔ اپنے نفس کی پوجا بھی نہیں کرنی۔ قرآن کریم نے کہا ہے کہ بعض لوگ اہوائے نفس کی پرستش کرتے ہیں (قرآن کریم کی باتیں میں کر رہا ہوں اس وقت) شرک کے متعلق یہ بتایا ہے (ب) نفسانی خواہشات کی پوجا کرنے لگ جاتے ہیں۔ بہت سارے لوگ حالانکہ پرستش تو صرف خدا تعالیٰ کی ذات کی ہونی چاہیئے۔"
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ اگست ۱۹۸۱ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۱ نبوت ۱۳۷۰ ہش — ۱۱ نومبر ۱۹۹۱ء

محبّت کے رشتے

ہم میں سے کون نہیں چاہے گا کہ ہماری کسی بات یا کسی فعل یا کسی رویّہ سے سیّدنا حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوشی حاصل ہو۔ اور خوشی بھی ایسی جس کا حضور اظہار کرنا پسند فرمائیں اور ہمارا نام لے کر احبابِ جماعت کو بتائیں کہ فلاں شخص کی فلاں بات۔ فلاں فعل یا اس قسم کے رویّہ سے میں بہت خوش ہوں۔ یقیناً ہم میں سے ہر شخص کی یہ خواہش ہے۔ لیکن ہر خواہش کو پورا کرنے کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے اور کوشش کرنے کے لئے سمت کا پتہ ہونا چاہیئے۔ ہم نے کیا کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے اور اس کام کو کہاں تک کرنا ہے۔

آیئے ہم خود ہی حضور انور کی ایک بات کو اپنے استصواب کا جواب سمجھ کر یہاں پیش کرتے ہیں۔ حضور انور فرماتے ہیں:۔

"مجھے سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوتی ہے جب کوئی بہو ملاقات کے دوران اپنی ساس کا ذکر کرتی ہے تو محبت سے اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ ایسے بہت سے واقعات ہیں۔"

حضور کا یہ ارشاد ایک مرکزی نقطہ ہے جس سے زندگی کے ہر شعبہ کی طرف لکیریں نکلتی ہیں اور ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔ حضور کے ارشاد کا مرکزی نقطہ ہے محبت اور محبت بھی خاص طور پر ایسے رشتوں میں جہاں عام طور پر نفرت کا یا تعصب کا یا غفلت کا دَور دورہ ہوتا ہے۔ ساس اور بہو کا رشتہ ہے تو کتنا پیارا۔ کسی کی بیٹی کو لا کر اپنی بیٹی بنایا جاتا ہے۔ لیکن یہی وہ رشتہ ہے جس میں اکثر زہر گھل جاتی ہے اور سر پھٹول شروع ہو جاتی ہے۔ ساس بہو کے خلاف ہو جاتی ہے اور بہو ساس کے خلاف۔ لیکن اگر اس رشتہ میں محبت پیدا کی جائے اور ساس اور بہو یک جان ہو کر رہیں تو یہ بات حضور انور کو سب سے زیادہ خوشی مہیا کرتی ہے۔ اس بات کو اور پھیلایا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ رشتوں کی آپس میں محبت۔ ایک دوسرے کا خیال۔ ایک دوسرے سے ہمدردی۔ ایسی باتیں ہیں جو یقیناً حضور انور کو خوشی مہیا کر سکتی ہیں۔ یہ محبت اور ہمدردی تو یوں بھی ہونی ہی چاہیئے لیکن اگر ہم یہ بات بھی مدنظر رکھیں کہ ہمارے ایسا کرنے سے حضور انور کو خوشی ہوگی تو یہ ہماری سعادت کا باعث بن جائے گی۔ اور پھر اس سے آگے بڑھیں کہ اس بات سے خدا تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل ہوتی ہے۔ تو ہمارے دل میں یقیناً محبت کے سوتے پھوٹنے لگیں گے اور ہمارے رشتے حقیقی معنوں میں رشتے ہوں گے اور ہمارا ماحول خوشگوار ہوگا۔ اور ہم ہر طرف رنگ و بُو — ہاں رنگ و بُو پھیلانے کا باعث بن جائیں گے۔

تم اپنے آپ کو اچھا سمجھ کر
بُرائی باندھتے ہو میرے پلّے
کبھی تنہائی میں سوچا ہے تم نے
تمہارے کام ہیں کتنے کوتّے

——— ابوالاقبال

ہمارے دوست

کچھ لوگ دوسروں کا دُکھاتے ہیں دل مگر
اپنے لئے رَوا نہیں رکھتے وہ ذرّہ بھر

اُف تک کہے کوئی کہ کبھی ان کو ٹوک دے
جو رہ غلط ہے چلنے سے اس رہ پہ روک دے

وہ دوسروں کے کام میں کیڑے نکال کر
لگتا ہے جیسے خود کو سمجھتے ہیں معتبر

مَیلی نظر سے دیکھ کے، کہہ کر بُرا بھلا
دل میں اتار دیتے ہیں تیر اپنے زہر کا

اُن کے لئے زمانے میں ہر بات ہے بُری
سُننی پڑے جو ان کو کسی سے کھری کھری

بس مُنہ بسور لیں گے بپھر جائیں گے وہیں
جیسے کسی سے اُن کو کوئی واسطہ نہیں

ایسوں کو اپنا دوست بنائیں تو کیا کریں
ہر لمحہ ہر قدم پہ نتائج سے ہم ڈریں

کرتے رہو نسیم خدا سے یہی دُعا
جو نیک دل ہیں اُن کو بنائیں ہم آشنا

نسیم سیفی

سالِ نو کے وعدہ جات مرکز میں جلد از جلد بھجوانے کی ہدایات

قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر کے بابرکت الفاظ میں

"جہاں تک تحریک جدید کے وعدوں اور ان کی وصولی کا سوال ہے نیت اس وقت سے شروع ہوتی ہے جب کوئی اپنا وعدہ لکھوا دیتا ہے اور پھر دل میں پختہ عہد کر لیتا ہے کہ وہ موعودہ رقم تحریک جدید میں دے گا لیکن جو دوست وعدہ لکھوانے میں پندرہ دن ایک ماہ یا دو ماہ سستی سے کام لیتے ہیں۔ وہ اس عرصہ میں اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک حصہ سے محروم کر رہے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا جو فضل وہ پندرہ دن ایک ماہ یا دو ماہ بعد لینا شروع کرتے ہیں اس فضل کے وارث وہ پندرہ دن ایک ماہ یا دو ماہ پہلے کیوں نہیں بنتے؟ پس اگر وہ اس طرف توجہ نہیں کرتے تو وہ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا محمد منوّر

ایک مشکل سفر

دسمبر ۱۹۷۶ء میں میں آخری بار کینیا پہنچا۔ اس کے قریباً ایک سال بعد مجھے مرکز ربوہ کی طرف سے حکم ملا کہ کچھ دنوں کے لئے زائر جاؤں اور وہاں کے تمام حالات کا جائزہ لے کر مرکز کو رپورٹ بھجواؤں کہ وہاں نئے مشن کے آغاز کے لئے حالات کس قدر سازگار ہیں۔

اس ملک میں احمدیت کا تعارف کئی سال پہلے لٹریچر کے ذریعہ ہو چکا تھا۔ وہاں فرانسیسی زبان بولی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ چند مقامی زبانوں کے ساتھ ساتھ سواحیلی بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ وہاں کے مقامی باشندوں کی خواہش پر ہم انہیں سواحیلی اخبار اور کتب بھجواتے رہتے تھے۔ قرآن مجید کا سواحیلی ترجمہ جو جماعت احمدیہ نے ۱۹۵۳ء میں نیروبی سے طبع کروایا تھا۔ وہاں مقبول تھا۔ ماریشس سے فرنچ لٹریچر منگوا کر بھی ہم انہیں بھجواتے تھے۔ اس طرح بعض مقامات پر خدا تعالیٰ کے فضل سے منظم جماعتیں قائم ہو گئی تھیں۔ مرکز ربوہ سے وہ ہماری وساطت سے اور براہ راست بھی خط و کتابت کرتے رہتے تھے۔ ان احمدی دوستوں کی شدید خواہش تھی کہ انکے ہاں بھی مرکز سے دینی عالم ان کے ملک میں بھجوائے جائیں۔ جو احمدیت کو ملک کے سارے حصوں میں متعارف کرائیں۔

زائر کے احباب سے ہماری خط و کتابت نیروبی سے جاری رہتی تھی۔ اس لئے مرکز نے وہاں کے حالات و مشکلات کا مشاہدہ کرنے کے لئے مجھے ارشاد فرمایا۔ مجھے یہ تو معلوم تھا کہ وہاں فرنچ بولی جاتی ہے۔ تاہم میرا خیال تھا کہ کوئی نہ کوئی رازداں وہاں مل جائے گا جو میرا معاون بن سکے گا۔

مہنگائی کے متعلق بھی معلوم تھا کہ کینیا کی نسبت وہ ملک بہت مہنگا ہے۔ لیکن اس کا صحیح اندازہ وہاں جا کر ہی لگایا جا سکتا تھا۔ ہمارے پاس بھی زیادہ رقم نہیں تھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ہوائی ٹکٹ تو بہت مہنگا ہے۔ اگر کم از کم دو ہفتے قیام کا پروگرام بنایا جائے تو خرچ میں کافی کمی ہو جائے گی۔ میں نے دوران سفر اخراجات کے لئے کینیا کے بنک سے کچھ رقم کی منظوری حاصل کر لی۔ سترہ نومبر ۱۹۷۷ء کو نیروبی سے کنشاسا کے لئے روانہ ہوا۔

میں نے فجر کی نماز کے بعد ناشتہ کر لیا تھا۔ جب نو بجے ایئر زائر کے ہوائی جہاز میں سوار ہوا تو وہاں پھر ناشتہ آ گیا۔ جب ناشتہ تقسیم ہو رہا تھا تو میرے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک پنجابی دوست نے جو وضع قطع سے جماعت اسلامی کے رکن معلوم ہوتے تھے۔ مجھے مخاطب کر کے دریافت کیا کہ مولانا صاحب آپ کو علم ہے ناشتہ میں کیا پیش کیا جا رہا ہے۔ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو کہا کہ بریڈ کے ٹکڑوں میں سؤر کا گوشت ہے۔ پھر جہاز کے ملازم سے فرنچ میں پوچھا کہ ناشتے میں کیا ہے۔ تو اس نے بھی ان کی بات کی تصدیق کی۔ میں نے چائے پی لی اور باقی ناشتہ واپس کر دیا۔ ناشتہ کی حاجت بھی نہیں تھی۔ لیکن دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ سفر کافی مشکل ہو گا۔

جب زائر کے دارالحکومت کنشاسا پہنچے تو مطار پر اتر کر مجھے پیاس لگی۔ معلوم ہوا کہ وہاں سارے ماحول کا پانی تلخ ہے۔ پینے کے قابل نہیں۔ ایک مقامی آدمی سے پتہ چلا کہ چھت پر ایک ریستوران ہے۔ وہاں سے پانی مل جائے گا۔

چھت پر گیا تو وہاں نظارہ ہی اور تھا۔ لوگوں کا ہجوم تھا۔ جو شراب کی بوتلیں حاصل کرنے کے لئے ٹوٹا پڑتا تھا۔ میں نے بھی پانی مانگا۔ لیکن نقار خانے میں میری کون سنتا ہے۔ کئی بار پانی طلب کیا۔ لیکن ساقی کو مے فروشی سے فرصت ہی نہیں مل رہی تھی۔ آخر ایک آدمی نے چیخ کر اسے میری طرف متوجہ کیا تو پانی کی ایک چھوٹی سی بوتل مجھے ملی۔ اس کی قیمت سن کر مجھے پسینہ آ گیا۔

ٹیکسی لے کر شہر کے مرکز میں پہنچا دو تین چھوٹے چھوٹے ہوٹلوں میں جا کر فروکش ہونے کی اجازت مانگی۔ معلوم ہوا کہ ان میں کوئی جگہ نہیں۔ شام ہو چکی تھی۔ ٹیکسی والے نے کہا کہ سستے ہوٹلوں میں آپ کو جگہ نہیں ملے گی۔ شہر کے مرکز سے دور انٹر کانٹیننٹل ہوٹل ہے۔ میں آپ کو وہاں چھوڑ آتا ہے۔

وہ ہوٹل بہت مہنگا تھا۔ پھر زرِ ضمانت کا بھی مطالبہ ہوا۔ قہر درویش برجانِ درویش۔ کافی رقم ادا کرنی پڑی۔ رہنے کا کمرہ بہت عمدہ طور پر سجایا ہوا تھا۔ میں نے بیرے سے فانٹا لانے کو کہا۔ اس نے ایک بوتل کے آٹھ روپے لے لئے۔ اس سے قدرِ عافیت معلوم ہو گئی۔ اور پھر میں نے وہاں سے کچھ نہ منگوایا۔

اگلے دن صبح صبح ہوٹل سے نکل کر شہر کا رخ کیا۔ بھنی ہوئی مونگ پھلی کا ناشتہ کیا اور مختلف ہندوستانی اور پاکستانی صاحبان سے ضروری معلومات حاصل کیں اور انہیں ضبطِ تحریر میں لایا۔ ہندوستانی ہائی کمیشن کا بورڈ پڑھ کر ان کے دفتر گیا۔ ہائی کمشنر صاحب تو موجود نہیں تھے۔ ان کے عملہ کو مذہبی لٹریچر دیکر باہر نکل آیا۔

میرا یہ دورہ صرف معلوماتی تھا۔ پیغامِ حق پہنچانا مقصود نہیں تھا۔ پھر بھی افریقی احباب میں سے اگر کوئی سواحیلی داں مل جاتا تو اسے جماعت سے متعارف کرا دیا جاتا۔ چلتا چلتا مارکیٹ پہنچا۔ تو وہاں فرش پر مچھلی اور سؤر کا گوشت اتنی ہولناک مقدار میں برائے فروخت پڑا تھا کہ الامان والحفیظ۔ سخت نفرت اور کراہت پیدا ہوئی۔ چودہ روز کے قیام کے دوران میں نے کسی ہوٹل یا دکان سے کسی قسم کا پکا ہوا کھانا نہ کھایا۔ چنے اور مونگ پھلی پر ہی سارا وقت بسر کیا۔

پچھلے پہر سڑک پر چلتے چلتے پاکستانی سفیر کے گھر کا بورڈ دیکھا۔ وہاں مجھے داخلے کی اجازت مل گئی۔ بچوں سمیت سفیر صاحب نے میرا استقبال کیا۔ جب میں نے جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا تو انہوں نے بتایا کہ ان کے نکاح کا اعلان سیدنا حضور نے کیا تھا۔ ان کے خاندان کی درخواست پر حضور نے قادیان سے سیالکوٹ تک کا خصوصی سفر اس غرض کے لئے فرمایا تھا۔ یہ بات سن کر میری روح وجد میں آ گئی۔ مجھ سے بیٹھا نہ گیا۔ اٹھ کر ان سے مصافحہ کیا۔ بغلگیر ہوا۔ ان کو انکے بچوں کو بہت دعائیں دیں۔ ان کی بیٹی کو تحفہ کے طور پر کچھ رقم پیش کی۔

اتنے میں چائے آ گئی۔ سفیر صاحب (جن کا نام اب یاد نہیں آ رہا) نے شراب اور لحم خنزیر کی حرمت کی فلاسفی دریافت کی۔ میری وضاحت پر وہ بہت خوش ہوئے اور چند اور سوالات کئے۔ جماعت کی طرف سے شائع کردہ ۔۔۔ فلاسفی کا ایک اردو نسخہ میں نے ان کی خدمت میں پیش کیا اور درخواست کی کہ اس کا مطالعہ فرمائیں۔ اس میں بہت سے مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔

اس ملاقات سے مجھے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ سفر کی ساری کوفت دور ہو گئی۔ وہ بھی بہت متاثر ہوئے اور اپنے فرائض کی تکمیل کے بعد جب وطن واپس پہنچے اور حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب (جو اس وقت تحریک جدید کے وکیل اعلیٰ اور وکیل التبشیر تھے) سے ملاقات ہوئی۔ تو مجھ سے ملاقات کا بھی عمدہ الفاظ میں ذکر کیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے بعد میں مجھے بتایا کہ ان کے خاندان کے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (امام ثالث) کے ساتھ بھی گہرے قریبی مراسم تھے۔

دوسرے دن بھی میں بازار جا کر معلومات جمع کرتا رہا۔ ایک پنجابی دوست سے ملاقات ہوئی۔ جو نیروبی میں قالینوں کا بیوپار کرتے تھے اور اب کنشاسا میں یہی کاروبار شروع کیا تھا۔ نیروبی کے احمدی احباب سے ان کی دوستی تھی۔ انہوں نے اپنے ہاں قیام کی دعوت دی۔ میں چونکہ اس شہر میں اپنا کام ختم کر چکا تھا۔ اس لئے ان کا شکریہ ادا کیا اور اگلے روز کیسانگانی (KISA NGANI) چلا گیا۔

کنشاسا میں تو کوئی احمدی نہیں تھا۔ لیکن کیسانگانی میں ہماری جماعت موجود تھی۔ نیروبی سے روانگی سے قبل میں نے انہیں اطلاع دی تھی کہ دارالحکومت میں دو روز قیام کے بعد میں انکے ہاں جاؤں گا۔

کیسانگانی کا سفر بذریعہ ہوائی جہاز طے ہوا۔ روانگی کے وقت یہاں عجیب منظر دیکھا۔ جونہی مسافروں کو سوار ہونے کی اجازت ملی۔ سب بھیڑ بکریوں کی طرح سرپٹ بھاگ کھڑے ہوئے۔ جہاں خالی جگہ ملی بیٹھ گئے۔ شام کا وقت تھا۔ جب سب مسافر سوار ہو گئے اور جہاز فضا میں بلند ہوا۔ تو سب کو کافی مقدار میں کھانا دیا گیا۔ تیزی

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت (الرابع) ایدہ اللہ بنصرہ العزیز منصب امامت پر فائز ہوئے تو لندن کے سکول آف اورینٹل سٹڈیز کے ایک استاد ہمفری جان فشر نے مجھے لکھا کہ میں حضور کی سوانح حیات کے متعلق کچھ نوٹس انہیں بھیجوں کیونکہ انہیں پتہ چلا ہے کہ حضور نے کچھ عرصہ وہاں تعلیم حاصل کی تھی۔ اب وہ اپنے ریکارڈ میں یعنی سکول کے ریکارڈ میں حضور کے منصب امامت پر فائز ہونے کو فخریہ انداز میں اپنے پاس محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات کی خواہش کی کہ حضور اپنے متعلق کچھ بیان فرمائیں۔ تو حضور نے دیگر امور کے علاوہ خاص طور پر اس بات کا ذکر کیا کہ جب آپ سکول آف اورنٹیل سٹڈیز میں طالب علم تھے تو روشن خان یا ہاشم خان، یہ اب مجھے یاد نہیں رہا کہ حضور نے کیا نام بتایا تھا، مجھے سکوائش کی تربیت دینے آتے تھے اور میری وجہ سے دوسرے طلبا میں بھی سکوائش میں دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔

مسٹر فشر نے اس سے قبل مجھے اپنی ایک کتاب "اسلام اور غلامی" انگریزی زبان میں (ISLAM AND SLAVERY) بھیجی تھی کہ میں اس پر تبصرہ کروں ان دنوں مسٹر خلیل محمود جو نائیجیریا کی ایک یونیورسٹی میں لائبریرین تھے ربوہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں نے وہ کتاب انہیں دکھائی اور چونکہ انہیں جنگ کی وجہ سے فوری طور پر واپس جانا پڑا اس لیے کتاب کا وہ نسخہ بھی انکے ساتھ چلا گیا۔ انہی ایام میں ہمیں اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ بدھ ازم کے متعلق لٹریچر کا مطالعہ کیا جائے۔ چنانچہ میں نے مسٹر فشر کو لکھا کہ وہ مجھے ایسی کتابیں تجویز کر دیں جن سے ابتدائی طور پر بدھ ازم کی تعلیم کے متعلق واقفیت حاصل کی جا سکے اور درجہ بدرجہ پھر اس علم کو آگے بڑھایا جا سکے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے ایک فہرست مہیا کر دی جو تحریک جدید کے دفتر وکالت تصنیف میں موجود ہوگی۔

یہ مسٹر فشر نائیجیریا بھی تشریف لائے تھے۔ یہ ۱۹۵۸ء کی بات ہے۔

اس وقت جو تصویر میرے سامنے ہے وہ ہے لیگوس میں احمدیہ جلسہ سالانہ کی سٹیج کی تصویر اور اس تصویر میں مسٹر فشر سب سے نمایاں نظر آتے ہیں۔ ان کے دائیں مکرم عبدالمجید صاحب بھٹی پرنسپل مسلم ٹیچر ٹریننگ کالج ہیں اور سٹیج پر میں کسی بات کی وضاحت کر رہا ہوں۔ اور ترجمانی کے فرائض مسٹر اے۔ آر۔ اے اوڈولے سرانجام دے رہے ہیں۔ مسٹر اوڈولے پہلے تو کسی فرم میں کیشئر تھے پھر وہاں سے استعفیٰ دے کر جماعت کے کارکن بن گئے اور سیکرٹری جنرل کے عہدے پر ایک لمبے عرصے تک فائز رہے۔

مسٹر فشر کو کالونیل ڈویلپمنٹ اینڈ ویلفیئر سوشل ریسرچ فنڈ سے تین ماہ کا وظیفہ دیا گیا تھا۔ کہ وہ مغربی افریقہ میں (۱) اسلام کا عمومی پس منظر (۲) احمدیت کا پس منظر (۳) احمدیت کے مشن کی کارکردگی۔ کے متعلق تحقیق کریں۔ آپ تھے تو نیوزی لینڈ کے باشندے لیکن نیوزی لینڈ اور ان کے والدین رہتے تھے۔ وہ خود ایک عرصے سے تعلیم کے سلسلے میں نیوزی لینڈ سے باہر قیام پذیر تھے۔ البتہ جب وہ نائیجیریا آئے تو ان سے ملاقات کیلئے انکے والد صاحب بھی نائیجیریا تشریف لائے مجھ سے بھی انکی ملاقات ہوئی ان کی آمد پر نائیجیریا کی وفاقی حکومت نے جو پریس ریلیز جاری کیا اس میں احمدیہ جماعت کے متعلق تفصیل سے یہ بیان کیا گیا کہ احمدیہ جماعت کی بنا کس شخص نے ڈالی اور اس شخص کا کیا دعویٰ تھا۔ اس کی تفصیل دینے کے بعد احمدیہ جماعت کے عیسائیت سے متعلق جو خیالات ہیں اس کا بھی ذکر کیا گیا۔

جہاں تک احمدیہ جماعت نائیجیریا کا تعلق ہے اس سلسلے میں وفاقی حکومت کے پریس ریلیز میں یہ بات بیان کی گئی کہ اسکا آغاز ۱۹۱۴ء میں ہوا تھا اور اس کے سب سے پہلے مربی الحاج اے۔ آر نیر۔ فل۔ ڈی۔ ایم ایس۔ بی۔ اے سی (لندن) ایف۔ ٹی۔ سی (CHROM) ۱۹۲۱ء میں نائیجیریا آئے تھے۔ اور ان کی تجویز پر انکی جماعت نے ۱۹۲۲ء میں پہلا سکول جاری کیا تھا۔ پریس ریلیز میں مزید یہ بتایا گیا کہ اس وقت سے لے کر اب تک احمدیہ جماعت نائیجیریا کے مختلف حصوں میں پھیلتی رہی ہے اور اب تقریباً ہر حصے میں پائی جاتی ہے۔ احمدیہ جماعت کے دس سکولوں کا بھی ذکر کیا گیا۔ جو لیگوس کے وفاقی علاقے اور مغربی نائیجیریا میں کھولے گئے تھے۔

جماعت کی طرف سے شائع ہونے والے اخبار "دی ٹروتھ" کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا کہ اس کے مینیجنگ ایڈیٹر مولوی نسیم سیفی ہیں جو ایک پاکستانی ہیں جہاں تک شعبہ اشاعت کا تعلق ہے وفاقی حکومت نے کہا کہ جماعت نے بہت سا لٹریچر تیار کیا ہے اور ان میں سے سب سے زیادہ اہم قرآن مجید کے پہلے پارہ کا یوروبا ترجمہ ہے۔ جس کے ساتھ عربی متن دیا گیا ہے۔ اس مشن کی کئی شائع شدہ کتابیں سکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں جماعت ایک پریس بھی چلا رہی ہے جو لیگوس میں ہے اور ان کے پاس کتابیں فروخت کرنے کا بھی ایک ڈیپارٹمنٹ موجود ہے تنظیم کے متعلق وفاقی حکومت نے کہا کہ اس وقت مولوی نسیم سیفی نائیجیریا میں اس کے سربراہ ہیں اور یہ مغربی افریقہ کے چیف مربی بھی ہیں۔ ان کے ساتھ ایک اور مربی مولوی ایم۔ ڈی۔ اے شیخ۔ ایم اے بی۔ ایس سی۔ بی ٹی وغیرہ وغیرہ ہیں جو مجوزہ فضل عمر احمدیہ سیکنڈری سکول کے پرنسپل مقرر ہوئے ہیں۔ اگرچہ سکول اس وقت تک کھلا تو نہیں تھا لیکن اس سکول کے کھولنے کیلئے شیخ صاحب کو نائیجیریا بھیجا گیا تھا۔ اس سکول کے کھولنے کے لیے اگبیڈے میں انتظامات کئے جا رہے تھے۔

مسٹر فشر نے تین ماہ تک نائیجیریا میں قیام کر کے احمدیہ جماعت کی ہر قسم کی کارکردگی کا مطالعہ کیا۔ دسوں کے دس سکول آپ نے دیکھے وہاں کے طلبہ اور اساتذہ سے گفتگو کی اور ان سے متعدد سوال پوچھ کر اپنی تحقیقی کتاب کے لئے نوٹ تیار کئے۔ جس تن دہی سے آپ نے ان سکولوں کا دورہ کیا وہ انتہائی قابل داد ہے۔ اسلئے کہ بعض سکول ایسی جگہوں پر واقعہ تھے جہاں پہلے کشتی کے ذریعہ جانا پڑتا تھا پھر کچھ فاصلہ پیدل طے کرنا پڑتا تھا۔ اور پھر اس کے بعد کشتی کے ذریعے جا کر وہاں پہنچا جا سکتا تھا۔ آپ نے کوئی ایک سکول بھی ایسا نہیں جو دیکھا نہ ہو اور جس کے اساتذہ اور طلباء سے گفتگو کر کے احمدیہ جماعت کی کارکردگی کے متعلق اندازہ نہ لگایا ہو۔ وہ لیگوس میں آ کر احمدیہ مشن ہاؤس میں میرے پاس قیام کرتے تھے اور بعض جگہوں پر مجھے اپنے ساتھ بھی لے جاتے تھے۔ تاکہ راستہ بھی آسان رہے اور وہاں گفتگو کرنے میں بھی کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ اسی طرح انہوں نے جماعت کے ہر مربی سے گفتگو کی اور مربیوں کے علاوہ جماعت کے مقامی افراد سے بھی انہوں نے خاصی معلومات حاصل کیں۔ چنانچہ جب انہوں نے اپنا مسودہ تیار کرنا شروع کیا تو وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ لارڈ لیوگرڈ (Lugard) جسے نائیجیریا کے بانیوں میں سے سمجھا جاتا ہے وہ عام طور پر نائیجیریا کے متعلق دس صفحات کے نوٹ روزانہ لیا کرتے تھے۔ لیکن جس رفتار سے میں کام کر رہا ہوں یہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ میں عام طور پر سولہ صفحات کے نوٹس ہر روز تیار کرتا ہوں۔ انہیں مطالعہ کرتا ہوں اور ان کا آپس میں مقابلہ کر کے جو باتیں میرے کام آ سکتی ہیں ان پر نشان لگاتا ہوں۔ مسودہ تو انہوں نے نائیجیریا سے باہر جا کر تیار کیا لیکن میرے ساتھ ان کی باقاعدہ خط و کتابت رہی۔ اور وہ بار بار مجھ سے بعض وضاحتیں طلب کرتے رہے اور اپنے حالات بھی بیان کرتے رہے۔ ایک دفعہ جب انہیں بیت المقدس میں مہاجرین کو کپڑے تقسیم کرنے کی ڈیوٹی کا فریضہ تفویض کیا گیا۔ تو انہوں نے مجھے لکھا کہ مجھ جیسا خوش قسمت کون ہوگا کہ میں اس زمین پر چل رہا ہوں جہاں میرے لارڈ یعنی یسوع مسیح کے پاؤں لگے تھے۔ اس سے انکی عقیدت کا اظہار ہوتا ہے اور اس سے پہلے ان کی طرف سے جو بے ساختہ عقیدت کا اظہار ہوا وہ اسی جلسے کے دوران جس میں انکی تصویر پیش نظر ہے سامنے آیا۔ آنریبل ایم۔ اے ثانی ممبر ایوان نمائندگان عیسائیت کے عقائد پر تقریر کر رہے تھے۔ کفارہ تثلیث اور ابنیت مسیح پر۔ ظاہر ہے کہ وہ یہ ساری باتیں بائیبل ہی کے حوالے سے کر رہے تھے۔ لیکن میں نے جب مسٹر فشر کی طرف دیکھا تو ان کے آنسو رواں تھے۔ بعد میں مجھ سے کہنے لگے کہ میں حیران ہوں کہ لوگ اس قسم کی باتیں بھی کر سکتے ہیں۔ گویا کہ وہ باتیں جو ان کے عقیدے پر زد مارتی تھیں ان کی وجہ سے ان کے آنسو رواں تھے۔ وہ تو کفارہ اور تثلیث اور ابنیت مسیح کے دل سے قائل تھے اب کسی کا یہ کہنا کہ یہ باتیں درست نہیں اور ان باتوں کی تردید کے لیے بائیبل میں سے حوالے پیش کرنا ان کے لیے بہت عجیب بات تھی۔ تھے تو وہ بالکل نوجوان میرا خیال ہے تیئس چوبیس سال کے ہونگے لیکن عقیدے کے لحاظ سے وہ نہایت پکے تھے۔ اور اپنے عقیدے ہی سے عقیدت کی بنا پر اس موقعہ پر ان کے آنسو رواں ہوئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے۔ اور بیت المقدس سے انہوں نے مجھے یہ لکھا تھا کہ میں بہت خوش نصیب انسان ہوں کہ میں ان جگہوں پر چل پھر رہا ہوں جہاں میرے لارڈ یسوع مسیح کے قدم لگے تھے۔

جب انہوں نے اپنی کتاب "احمدیہ" کا مسودہ مکمل کر لیا تو اس کی ایک کاپی مجھے ارسال کی کہ میں اس پر تبصرہ کروں۔ چنانچہ کئی ایک باتیں جو میں نے سمجھا کہ یا وہ سمجھے نہیں یا ان باتوں میں انکی غلط بیانی کا کوئی عنصر آ گیا ہے۔ میں نے ان کی طرف مسٹر فشر کی توجہ دلائی۔ بعض باتیں تو انہوں نے اپنے مسودہ میں بدل دیں۔ اور بعض باتیں جو میرے خیال میں درست نہیں تھیں اور وہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے جو کچھ سنا اور دیکھا ہے اس کے مطابق یہ باتیں درست ہیں وہ اسی طرح رہنے دیں۔ ایک بات جس نے مجھے خاص طور پر متاثر کیا وہ یہ تھا کہ انکے مسودے میں جہاں کہیں عربی لکھی ہوئی نظر آئی وہ بالکل یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک بہت بڑے خطاط نے لکھی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی حد تک آرٹسٹ بھی تھے۔ اس لئے باوجود اس کے کہ انہیں عربی لکھنے کی ویسے تو مشق نہیں تھی لیکن جو کچھ جس طرح دیکھا لکھا اور نہایت خوبصورت لکھا کتاب کا مسودہ ملنے پر میں نے انہیں اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی کہ انہوں نے یہ کتاب اس بات کے پیش نظر لکھی معلوم ہوتی ہے کہ عیسائی مشن اس سے فائدہ اٹھائیں یعنی احمدیہ جماعت کی مخالفت کے لئے وہ اس کتاب کو استعمال کریں۔ لیکن میں نے ان سے کہا کہ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جتنا فائدہ عیسائی مشن اس سے اٹھائیں گے۔ ہم خدا کے فضل سے اس سے بھی زیادہ اس کتاب کو استعمال کریں گے اور فائدہ اٹھائیں گے۔ اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں جو سچی باتیں کہی گئی ہیں وہ تو سچی ہیں ہی وہ تو لوگوں کو متاثر کریں گی لیکن جو غلط باتیں تحریر کی گئی ہیں وہ جب لوگ دیکھیں گے کہ ایک عیسائی کی تحقیق میں یہ غلط باتیں آگئی ہیں تو وہ یقیناً احمدیت کے مداح بن جائیں گے۔ بہر حال کتاب چھپنے کے بعد انہوں نے مجھے ایک نسخہ بھیجا اگرچہ یہ تو نہیں کہا کہ اس پر تبصرہ کیا جائے لیکن تبصرہ بھی کیا جا سکتا تھا۔ جو تصویر اس وقت پیش نظر ہے۔ اس میں ڈاکٹر فشر کو دیکھ کر وہ تمام باتیں یاد آگئیں جو لندن سے ہوئی تھیں یا جو انہوں نے اپنے کام کے متعلق کی تھیں۔ مجھے اس بات نے بہت متاثر کیا کہ ایک نوجوان اتنی محنت اور تندہی کے ساتھ تحقیق میں مشغول ہے۔ اس تصویر میں دوسرا شخص جس کے متعلق میں کچھ کہنا چاہتا ہوں گا وہ مسٹر اے۔ آر۔ اے اولوڈے ہیں۔ میں نے پہلے کہا ہے کہ وہ کسی فرم میں کیشئر تھے۔ وہاں سے استعفےٰ دیکر جماعت کے کارکن بن گئے جب میں پہلی دفعہ دورے پر ان کے ہاں گیا اس وقت وہ ایسے ایفے میں تھے۔ صبح کے وقت میں اور وہ دونوں کھانا کھا رہے تھے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ ہم دونوں ایک ہی پلیٹ میں کھائیں اور جب میں نے اس بات کا اظہار کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں ایک پلیٹ میں کھائیں تو آپ یقین جانیں کہ اس کے تھوڑی ہی دیر بعد میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ کہنے لگے میں اپنے آپ کو بہت خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ مرکز کے ایک نمائندے کے ساتھ اس طرح کھانے کا موقعہ مل رہا ہے۔ یہ جماعت سے ان کی عقیدت کا اظہار تھا۔ چنانچہ جب میں نے بعد میں ان سے یہ کہا کہ ان جیسے شخص کی احمدیہ جماعت کے دفتر میں ضرورت ہے تو انہوں نے ۴۸ پاؤنڈ کی ملازمت چھوڑ کر ۱۲ پاؤنڈ کی ملازمت پر اپنے آپ کو احمدیہ جماعت کے لئے وقف کر دیا۔ اور پھر تادم حیات سلسلے ہی کا کام کرتے رہے خط نہایت خوبصورت تھا۔ یوں لگتا تھا موتی پروئے ہوئے ہیں۔

ایک دلچسپی کی بات بھی ہو جائے۔ بعض اوقات میں ان سے کہتا کہ فلاں کاغذ مجھے دکھائیں وہ تھوڑی دیر تلاش کے بعد کہتے کاغذ تو مل نہیں رہا۔ تو چونکہ میرے اور ان کے نہایت گہرے مراسم تھے۔ میں ان سے کہتا کہ دروازہ بند کر دو اور ایک ایک کاغذ اٹھا کر دیکھو۔ آپ تین چار کاغذ اکٹھے اٹھاتے ہیں اور ہو سکتا ہے ان میں وہ کاغذ بھی ہو۔ جسے ہم تلاش کر رہے ہیں۔ چنانچہ جب وہ دروازہ بند کر کے کاغذ تلاش کرنا شروع کرتے تو تھوڑی ہی دیر بعد ہنستے ہوئے مجھے آواز دیتے اور کہتے کہ وہ کاغذ تو مل گیا ہے۔ تو ہم دونوں اس بات سے نہایت محظوظ ہوتے۔ انہوں نے جماعت کی سیکرٹری شپ کے علاوہ ہمارے سکولوں کی مینیجری کا فریضہ بھی سرانجام دیا اور جماعت اس بات سے نہایت خوش تھی کہ مینیجر کے طور پر مسٹر اولوڈے جیسا شخص اسے مل گیا ہے۔ اب وہ فوت ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرے۔ چونکہ میں انہیں خود کہہ کر مشن میں لایا تھا اس لئے میری خواہش رہتی تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ مشن کے کاموں میں حصہ لیں۔ چنانچہ ریڈیو پر ہمیں اس بات کا موقعہ دیا گیا کہ ہم تین ماہ کے بعد اپنی سہ ماہی کارگزاری ریڈیو پر پیش کریں۔ اگرچہ انہوں نے کہا تو مجھ سے کہ میں یہ پروگرام کیا کروں۔ لیکن میں نے یہ فریضہ مسٹر اولوڈے کے سپرد کر دیا۔ وہ بڑی محنت کے ساتھ سہ ماہی کی کارکردگی کو لکھتے اور ریڈیو پر جا کر سناتے تھے۔ خاصا عرصہ وہ یہ کام کرتے رہے۔ اس پروگرام کا نام احمدیہ ڈائری تھا۔ چنانچہ نائیجیریا کے براڈکاسٹنگ سٹیشنز سے وہ احمدیہ ڈائری سناتے رہے۔ اسی طرح اور بھی کئی کام تھے۔ جنہیں ان کے سپرد کیا گیا اور انہوں نے خدا کے فضل سے نہایت احسن طریق پر ان کو سرانجام دیا۔ اس تصویر میں وہ ترجمانی کے فرائض ادا کر رہے ہیں سلسلے کا کچھ لٹریچر یعنی نائیجیریا کی شائع کردہ چھوٹی کتابیں بھی انہوں نے یوروبا زبان میں ترجمہ کیں اور وہ ترجمہ خاصا مقبول ہوا اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزا دے

کشمیر کا الحاق

ڈاکٹر ALAIS TAIR LAMB ایک برطانوی مؤرخ ہیں گذشتہ روز انہوں نے بتایا کہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو کشمیر کا ہندوستان کے ساتھ زبردستی الحاق کروالینا دراصل پہلے سے سوچی سمجھی اور پکی پکائی سکیم کا نتیجہ تھا اس سکیم کے ذہن لارڈ ماؤنٹ بیٹن، مہاراجہ، جواہر لال نہرو اور سردار پٹیل تھے اور جس شخص نے درمیانی رابطے کا کردار ادا کیا وہ وی۔ پی۔ مینن تھے۔ ڈاکٹر موصوف نے اس بات کا انکشاف کیا کہ جموں اور کشمیر کو ہندوستان سے الحاق پر مجبور کرنے کے لئے برصغیر کی آزادی سے کافی عرصہ پہلے انتظامات کئے جا چکے تھے۔ ڈاکٹر لیمب ہمالیہ مسائل کے موضوع کے ماہر ہیں آپ نے اپنا مقالہ آکسفورڈ یونیورسٹی کے اساتذہ اور طلباء کے سامنے پڑھا اور کہا کہ مسٹر مینن اور پنڈت مہر چند مہاجن جو اس وقت کشمیر کے وزیر اعظم تھے سردار پٹیل کی ہدایات کے ماتحت کام کر رہے تھے الحاق کے معاہدے کا تجزیہ کرتے ہوئے ڈاکٹر موصوف نے انکشاف کیا کہ جس روز سردار پٹیل نے مینن کا پالم ہوائی اڈے پر استقبال کیا تھا۔ اسی شام مسٹر مینن نے مسٹر سائمن جو ہندوستان میں برطانوی ڈپٹی ہائی کمشنر تھے سے ملاقات کی تھی اور نہایت مسرت آمیز رنگ میں انہیں بتایا تھا کہ مہاراجہ سے کس طرح دستخط کروائے گئے تھے۔ برطانوی حکومت نے اس سلسلے میں جنبہ داری سے کام لیا اور گلگت کا علاقہ ہری سنگھ کو ساٹھ (۶۰) سال کے لئے اس روز پٹے پر دیا جس روز آزادی کا اعلان ہونے والا تھا۔ حالانکہ قانونی اور اخلاقی طور پر یہ علاقہ پاکستان کو دیا جانا چاہئے تھا۔ دراصل بات یہ ہے۔ ڈاکٹر لیمب نے بتایا۔ کہ انڈین پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ میں اس وقت جتنے لوگ کام کر رہے تھے۔ وہ سب پاکستان کے خلاف تھے۔ ان کے بڑے افسر تو لارڈ اسمے (ISMAY) تھے اور یہ لوگ تھے اولف کیرو (OLAF CAROE) جارج ایبل (ABEL)۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور پنڈت نہرو چاہتے تھے کہ کشمیر میں پرانی پالیسی جاری رہے اور اسی لئے انہوں نے یہ سارا کھیل کھیلا تھا۔ اسی سلسلے میں ڈاکٹر لیمب۔ نہرو۔ عبداللہ۔ مہاراجہ کے آپس میں مشورے اور اتفاق کا بھی ذکر کیا۔ شیخ عبداللہ کو ہندوستانی حکومت نے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا باوجودیکہ اس وقت شیخ عبداللہ کی پارٹی نے انتخابات کا بائیکاٹ کیا ہوا تھا اور قانونی طور پر اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ جس طرح کہ اس وقت ڈوگرہ حاکم کی بھی کوئی حیثیت نہیں تھی۔

اسیرانِ راہِ مولیٰ کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

مکرم ماسٹر چوہدری نواب الدین صاحب

ڈاکٹر حفیظ احمد

وہ انسان کبھی نہیں مرتا جو اپنے پیچھے انمٹ نقوش چھوڑ جاتا ہے۔ ان ہی انسانوں میں سے خاکسار کے والد ماسٹر چوہدری نواب الدین آف تلونڈی جھنگلاں سابق ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان اور پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ملویانوالہ گنڈا سنگھ والا چک ر۔ب/۲۱۹، فیصل آباد بھی تھے۔

آپ کی پیدائش یکم جولائی ۱۹۰۰ء میں بمقام تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور میں ہوئی۔ ہمارے پڑدادا چوہدری بڈھا صاحب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے تھے۔ حضرت بانی سلسلہ سے اپنی پہلی ملاقات کا ذکر اس طرح کیا کرتے تھے کہ میرے والد چوہدری فتح محمد صاحب جب میں پانچ برس کی عمر کا تھا مجھے قادیان لے کر گئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اس وقت بیت المبارک قادیان میں تشریف فرما تھے۔ میرے والد نے مجھے ایک روپیہ دیا کہ جا کر حضور کی خدمت میں پیش کرو۔ چنانچہ وہ روپیہ خدمت میں پیش کیا تو حضور نے فرمایا کہ یہ کس کا لڑکا ہے اس پر میرے والد صاحب نے بتایا کہ حضور یہ میرا لڑکا ہے اس کے بعد حضور نے کیا فرمایا یہ مجھے یاد نہیں ہے۔ آپ بتاتے تھے کہ اس واقعہ کے چھ ماہ بعد میرے والد چوہدری فتح محمد صاحب وفات پا گئے۔ والدہ محترمہ تو پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں اس کے بعد آپ کی پرورش آپ کے چچا چوہدری غلام حیدر اور چوہدری غلام حسین صاحب نے کی۔ والد صاحب نہایت ہی نیک سیرت فرمانبردار اور ذہین تھے آپ نے کبھی بھی اپنے دونوں چچاؤں کو کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہیں دیا بلکہ ہمیشہ اپنی استطاعت کے مطابق ان کی زندگیوں میں ان کے مددگار رہے اور دونوں چچاؤں کی وفات کے بعد اپنے چچازاد بھائیوں کا خیال رکھتے صرف دنیوی طور پر نہیں بلکہ دینی لحاظ سے بھی ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا۔

والد صاحب بتایا کرتے تھے کہ میں نے اپنی تعلیم پرائیویٹ طور پر مکمل کی تمام امتحانات کی تیاری گھر پر بیٹھ کر خود کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے محکمہ پولیس میں ملازمت اختیار کی چونکہ جھوٹ اور رشوت سے آپ کی طبیعت میں کراہت تھی اس لئے چند ماہ میں استعفیٰ دے کر واپس گھر آ گئے۔ اس کے بعد پٹوار کا امتحان پاس کیا لیکن وہاں بھی یہی حالت تھی جس کی وجہ سے آپ نے ملازمت اختیار کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ بعد میں جے وی اور ایس وی کر کے چک ۴R/۳۰ ضلع ساہیوال میں بطور سکول ٹیچر ملازمت اختیار کی کچھ عرصہ بعد وہ ملازمت چھوڑ کر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں اپنی سروس کا آغاز کیا اور ۱۹۴۸ء میں آپ سکول سے ریٹائر ہوئے چک ر۔ب/۲۱۹، ملویانوالہ ضلع فیصل آباد میں سکونت اختیار کی۔

خاندان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ آئمہ جماعت اور علماء سلسلہ سے بھی بہت پیار اور محبت کا سلوک تھا ہمیں ہمیشہ نصیحت کرتے کہ حضور کو دعا کے لئے خط ضرور لکھتے رہا کریں۔ چندوں کی ادائیگی میں بھی بڑے مستعد تھے خود موصی تھے ہماری والدہ صاحبہ کو بھی وصیت کے نظام میں شامل کیا ہوا تھا۔ اور اپنی اولاد سے بھی یہی توقع رکھتے تھے چنانچہ اس وقت بھی آپ کی اولاد میں چھ افراد وصیت کے نظام سے منسلک ہیں۔

اپنی اولاد کی نگرانی کے علاوہ بحیثیت پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گنڈا سنگھ تمام افراد کے چندوں نمازوں اور قرآن کریم کی تلاوت کے لئے اکثر پوچھتے خود بھی عمل کرتے تھے اور دوسروں کو اس پر عمل کرنے کی نہ صرف تلقین کرتے بلکہ نگرانی بھی کرتے رہتے۔ آپ تحریک جدید کا چندہ ادا کرنے والی پانچ ہزاری فوج میں بھی شامل ہیں۔ آپ کا نام کتاب کے صفحہ ۲۰۴ پر درج ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ تاحال ان کے کھاتے جاری و ساری ہیں۔

ہماری والدہ حاکم بی بی صاحبہ کا بھی ان کاوشوں میں حصہ ہے کیونکہ گھر سے آپ کی غیر موجودگی میں وہی نگران ہوا کرتی تھیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چل کر حضرت امام جماعت احمدیہ اور سلسلہ سے وابستگی کی توفیق دیتا چلا جائے۔

بقیہ: ص ۳ سے آگے

سے سوار ہونے کی غالباً یہی وجہ تھی کہ قریب ترین جگہ حاصل کر کے سب سے پہلے کھانے پر ہاتھ صاف کئے جائیں۔ زائر میں مہنگائی اوج کمال تک پہنچی ہوئی تھی (اب تو اس میں اور بھی اضافہ ہو چکا ہوگا) مہنگائی کے ساتھ غربت بھی بہت۔ فوج کے سپاہی من مانی کرتے تھے۔ بسوں اور ٹرکوں پر سوار لوگوں کو راستے میں کھڑا کر کے لوٹ لیتے تھے۔ کوئی شخص بھی مزاحمت کرنے کی تاب نہیں رکھتا تھا۔ صدر موبوٹو کے متعلق بھی عام روایت تھی کہ وہ ملکی رقوم بیرونی ممالک میں اپنے نام پر جمع کرواتے رہتے ہیں۔

آدھی رات کے قریب ہم کیسانگانی پہنچے۔ چند دوست مجھے لیتے آئے ہوئے تھے۔ جلد ہی انہوں نے مجھے شناخت کر لیا۔ پھر وہ ایک ہوٹل میں مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ اگلے دن کام سے فارغ ہو کر وہ ہوٹل میں میرے کمرے میں آ گئے۔ خیالات کا تبادلہ ہوتا رہا۔ جتنے روز وہاں رہا۔ ہر روز وہ آ کر مجھ سے ملتے رہے۔

میں نے انہیں بتایا کہ میرے پاس رقم تھوڑی رہ گئی ہے۔ بہتر ہو گا کہ وہ مجھے اپنے ہاں لے جائیں۔ تا کہ میں ضروری مدت پوری کر سکوں۔ انہوں نے مشورہ کے بعد بڑی لجاجت سے کہا کہ ہمارے گھر ہرگز اس قابل نہیں ہیں کہ آپ ان میں فروکش ہو سکیں آپ یہیں ہوٹل میں ٹھہریں۔ ہم ہر روز کچھ رقم آپ کو لا کر دیا کریں گے۔ آپ اس سے ہوٹل کا کرایہ ادا کرتے رہیں۔

مجھے یہ بات ناگوار تھی۔ احمدیوں میں باہم جو محبت اور یگانگت ہے۔ اس کے پیش نظر مجھے ان کے ہاں ٹھہر کر خوشی ہوتی اور ان کے قریب رہ کر ان کی تربیت کا بھی موقع مل جاتا مگر ان سب بھائیوں نے اپنے خیال میں میری عزت افزائی کی۔ ہر روز وہ کچھ رقم لا کر مجھے دیتے۔ جو بمشکل ہوٹل کے کرائے کے لئے مکتفی ہوتی۔

جو ناشتہ میں ہر روز کرتا تھا۔ اس میں کمی آ گئی۔ نوبت فاقوں تک آ گئی۔ سر چکراتا رہتا اور کمزوری بڑھتی گئی۔ تیس نومبر کو صبح صبح جب وہ مجھے الوداع کہنے آئے تو میرے پاس اسی قدر رقم تھی جو کرائے کے طور پر ہوٹل والوں کو ادا کر دی گئی۔ میں باعزت طور پر جیب میں ٹکٹ ڈال کر اپنا سامان اٹھا کر مطار کی طرف روانہ ہو گیا۔ پیٹ بالکل خالی تھا۔ اپنا سوٹ کیس اٹھانا بھی مشکل ہو رہا تھا۔

خدا خدا کر کے ایئرپورٹ پہنچا۔ صبح نو بجے جہاز میں ناشتہ آ گیا۔ بغور دیکھا تو ایک جگہ ڈبل روٹی کے ٹکڑوں میں انڈا تھا۔ دوسرے میں سؤر کا گوشت تھا۔ بھوک سے بے تاب ہو رہا تھا۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ وہ اپنا انڈے والا ٹوسٹ مجھے دے دے اور مجھ سے گوشت والا لے لے۔ یہ سن کر اس کی باچھیں کھل گئیں اور بخوشی تبادلے پر رضامند ہو گیا۔ میری جان میں بھی جان آئی اور خداتعالیٰ کا بے انداز شکر ادا کیا۔

نیروبی بخیریت پہنچ کر میں نے مفصل رپورٹ مرکز میں بھجوائی اور درخواست کی کہ جلد از جلد وہاں مشن کھولا جائے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد وہاں ایک خادم سلسلہ بھجوا دیئے گئے۔ ان کے بعد اور بھجوائے گئے۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ اب خداتعالیٰ کے فضل سے وہاں ایک فرنچ بولنے والے مربی موجود ہیں۔ جو اس ملک میں صداقت کا نور پھیلا رہے ہیں اور ممبران جماعت کو منظم کر رہے ہیں۔

ماہنامہ مصباح کے اکتوبر ۹۱ء کے شمارہ میں یہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا بے حساب شکر ادا کیا کہ اب کنشاسا میں احمدیہ کلینک بھی کھل چکا ہے جو مقامی لوگوں کے امراض و اسقام کے ازالہ کے لئے دن رات کوشاں ہے۔ روحانی اور جسمانی بیماریاں دور کی جا رہی ہیں۔ خدا کرے کہ زائر میں بھی جلد از جلد سچائی کی روشنی پھیل جائے اور سارے لوگ متحد اور منظم ہو کر خدائے واحد کے حضور سجدہ ریز ہوں۔

ضرورت انسٹرکٹر

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو ٹاپ اور شارٹ ہینڈ کے ایک ماہر کی خدمات بطور انسٹرکٹر مطلوب ہیں۔ خواہش منداحباب اپنی درخواستیں ۲۰ نومبر ۹۱ء تک ایوان محمود ربوہ میں بھجوا دیں۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نو

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تمام واقفینِ نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

منیر احمد ابن ادریس احمد
محمود آباد سندھ

مصور احمد مدثر ابن منور احمد شاہد
کراچی

معاذ احمد ابن رانا خالد محمود
ربوہ

محمود احمد ابن مقبول احمد
کنری سندھ

مبشرہ ارم بنت بشیر احمد
کنری سندھ

مجیب الرحمٰن ابن تنویر احمد
گوکھووال ضلع فیصل آباد

معین احمد چیمہ ابن عبدالستار چیمہ
ربوہ

مریم صدیقہ بنت محمد حنیف شاہد
چھنیاں ربوہ

منصور احمد ابن محمد ایوب
تھرپارکر سندھ

مقبول احمد ابن ناصر احمد
ڈھو ضلع گجرات

منصورہ بنت چوہدری محمد طلحہ
نوکوٹ سندھ

منیب احمد ابن مسعود احمد
کنری سندھ

ملیحہ کریم بنت رافع کریم
کریم نگر فیصل آباد

محسن رضا ابن محمد شریف
احمد نگر ضلع جھنگ

محسن رضا ابن محمد سرور مستری
ربوہ

مبارک احمد ابن شریف احمد
ربوہ

منزہ نرگس بنت منور احمد ڈوگر
ربوہ

مبشر پرویز ابن پرویز احمد
چک نمبرا، ضلع سرگودھا

مجاہد ابن عبدالسلام
نوکوٹ سندھ

مصور احمد ابن نثار احمد
ناصر آباد سندھ

مصباح الدین مبارک محمود ابن
شریف احمد راجوری کنری سندھ

مبارزہ بی بی بنت منظور احمد کوہاڑ
بھاگووال ضلع سیالکوٹ

منصور علی ابن منور علی
لاہور

ماہم اسد بنت اسد اللہ
کوئٹہ

منصور احمد ابن منور احمد
چک [illegible] ضلع بہاولنگر

مشہود احمد ابن چوہدری مقصود احمد
کوٹ غلام محمد سندھ

مدثر احمد ابن مبشر احمد کاٹھگڑی
ربوہ

ماجد احمد ابن محمد احمد
صادق پور

سید مسعود صادق ابن سید صادق
احمد شیرازی مونگ ضلع گجرات

مدثر احمد ابن ناصر احمد
چھبر وچھی ضلع میرپور خاص سندھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیراعظم سری لنکا کا تین روزہ دورہ مکمل کرنے کے بعد وطن واپس آ گئے ہیں۔ وزیراعظم نے کہا کہ پاکستان اور سری لنکا نے سارک سربراہ کانفرنس کے قواعد میں تبدیلی کی تجویز پیش کی ہے۔ وزیراعظم نے اپنے دورے کے دوران جنوبی ایشیا کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک کرنے کی تجویز پر گفتگو کی۔ وزیراعظم نے امید ظاہر کی کہ سارک سربراہی ملاقات اسی سال ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ سارک کی اہمیت کو نقصان پہنچانے کی کوششیں برداشت نہیں کی جائیں گی۔

○ وزیراعظم نے کہا ہے کہ کوآپریٹو بحران کے بارے میں عدالتی کمیشن قائم کر کے تاریخ میں پہلی بار حکومت نے خود کو عدالتی محاسبے کے لئے پیش کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں عدلیہ پر پورا اعتماد ہے۔ اپوزیشن کو بھی عدلیہ پر اعتماد کرنا چاہیے۔

○ علامہ اقبال کا ۱۱۵ واں یوم پیدائش ملک بھر میں عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ ملک کے مختلف شہروں میں سیاسی سماجی اور ادبی تنظیموں نے تقریبات کا انعقاد کیا۔ لوگوں نے بڑی تعداد میں شاعر مشرق کی قبر پر جا کر فاتحہ خوانی کی۔ ملک بھر میں عمارتوں پر قومی پرچم لہرایا گیا۔

○ قطر کے ولی عہد عبدالرحمن خلیفہ ثانی تین روزہ دورے پر پاکستان پہنچ گئے ہیں۔ وہ پاکستان کے ساتھ باہمی تعاون کے کئی سمجھوتوں پر دستخط کریں گے۔

○ اسلامی ملکوں کی تنظیم کی سائنسی اور فنی وزارتی سٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس اسلام آباد میں شروع ہو گیا ہے۔ یہ اجلاس تین دن جاری رہے گا۔

○ صدر کی طرف سے اپوزیشن کے مشترکہ وفد کے ساتھ ملاقات کے لئے آمادگی کا اظہار کیا گیا ہے۔ صدر اسحاق نے نوابزادہ نصراللہ خان سے فون پر بات چیت کی حزب اختلاف کے رہنما ملاقات کے دوران وزیراعظم کے خلاف الزامات کی ایک طویل فہرست پیش کریں گے۔

○ وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ توانائی، ائر لائنز، ٹیلی کمیونیکیشنز، سڑکوں کی تعمیر اور جہاز رانی کے شعبے بھی نجی شعبہ کو دیئے جائیں گے۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ ۶ ماہ میں ۶۵۰ ملین ڈالر پاکستان آئے ہیں۔ غیر ملکی سرمایہ کاری میں ۱۵ فیصد اور برآمدات میں ۱۹ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن کی طرف سے افراط زر کی شرح ۲۰ فیصد ہونے کا دعویٰ غلط ہے یہ شرح ۸ء۸ فیصد ہے۔

○ لیفٹیننٹ جنرل شمیم عالم خان کو جنرل کے عہدے پر ترقی دے کر جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کا سربراہ مقرر کر دیا گیا ہے۔

○ چیف الیکشن کمشنر نے کہا ہے کہ وہ پانچ روز تک اپنی رپورٹ پیش کر دیں گے۔ جس میں وائٹ پیپر کا جواب بھی ہو گا۔

○ ملک غلام مصطفیٰ کھر نے محترمہ بے نظیر بھٹو اور نصرت بھٹو سے ملاقات کی۔

○ جمیعت العلمائے اسلام کے مولانا فضل الرحمن سے حکومت نے دوبارہ رابطہ کیا ہے۔ دو وفاقی وزراء نے تفصیلی مذاکرات کئے۔

○ قائمقام چیف الیکشن کمشنر مسٹر جسٹس نعیم الدین نے اعتراف کیا ہے کہ انتخابات کے دوران میں حکومتی دباؤ کا شکار رہا ہوں۔ انہوں نے اس پر افسوس کا اظہار کیا کہ حکومت نے اپوزیشن کے الزامات کے مقابلے میں میری حمایت نہیں کی۔

○ پی ڈی اے نے عام انتخابات کے لئے تیاریاں شروع کر دی ہیں۔

○ مولانا فضل الرحمن نے کہا ہے کہ موجودہ اسمبلی صدر کی لائی ہوئی ہے اور ہمیں صدر پر اعتماد نہیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ خود کو احتساب کے لئے پیش کرنا برائیوں میں ملوث ہونے کا اعتراف کرنا ہے۔

○ جمیعت العلمائے اسلام نے الزام لگایا ہے کہ حکمران علماء کی کردار کشی کی مہم سے بری الذمہ نہیں ہیں۔

○ پنجاب اور سندھ سے گزشتہ پانچ برسوں میں ایک لاکھ گاڑیاں چوری کر کے علاقہ غیر میں پہنچا دی گئی ہیں۔

خوشخبری

احباب کی سہولت کے پیش نظر ہم نے خالص دودھ کی ہر وقت فراہمی کا انتظام کیا ہے۔ قیمت ۶ روپے فی کلو۔

گلشن بیکرز
نزد ایوان محمود ربوہ

غیر ملکی خبریں

○ یورپی برادری کے پارلیمانی وفد نے کشمیر پر بھارتی تسلط اور کشمیریوں پر بھارتی فوجوں کے ظلم وستم کی مذمت کی ہے اور یورپی برادری کے وفد کو کشمیر کا دورہ کرنے کی اجازت نہ دینے پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔ یہ وفد اب بھارت پہنچ چکا ہے۔

○ مصر نے کہا ہے کہ اسرائیل اور عرب ملکوں کے درمیان بات چیت کا اگلا دور چند ہفتوں کے اندر واشنگٹن میں ہونے کا امکان ہے۔

○ روس نے مقبوضہ عرب علاقوں میں اسرائیلی بستیاں بسانے پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور امید ظاہر کی ہے کہ اسرائیل نئی بستیاں بسانا بند کر دے گا اور امن کے قیام پر راضی ہو جائے گا۔

○ بھارتی صوبہ اتر پردیش کے شہر بنارس میں مسلم کش فسادات کے نتیجے میں ۵ افراد ہلاک اور ۲۵ زخمی ہو گئے ہیں علاقے میں غیر معینہ مدت کے لئے کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔

○ امریکہ کے تجارت کے نائب وزیر نے پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری اور نجکاری کی صورت حال کو حوصلہ افزا قرار دیا ہے۔

○ کمبوڈیا میں اقوام متحدہ کی فوج اور مشن کے دیگر اراکین پہنچ گئے ہیں۔ اقوام متحدہ کے مشن کے سربراہ نے کہا ہے کہ کمبوڈیا کو فوری طور پر امداد کی ضرورت ہے۔ اقوام متحدہ کی امن فوج میں ۲۲ ملکوں کے افراد شامل ہیں۔

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی
جائیداد کی خرید و فروخت
ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے

شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر

ریلوے روڈ رحمت بازار۔ ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

○ کمبوڈیا کے سابق سربراہ پرنس سہانوک کی کمبوڈیا آمد کی تیاریاں زور و شور سے کی جارہی ہیں۔

○ ۵۹ ویت نامی باشندوں کو زبردستی ہانگ کانگ سے ویت نام واپس بھیج دیا گیا ہے۔ یہ باشندے غربت اور بدحالی کی وجہ سے ہانگ کانگ پہنچے تھے۔

○ بھارت اور جنوبی افریقہ کی سفید فام ٹیم کے درمیان پہلا ایک روزہ بین الاقوامی کرکٹ میچ کلکتہ میں ہو رہا ہے۔ ۲۱ سال کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے کہ جنوبی افریقہ کی ٹیم عالمی مقابلوں میں شامل ہو رہی ہے۔

○ ہیگ میں امریکہ اور یورپی سربراہی کانفرنس ختم ہو گئی اس میں کسی مشترکہ تجارتی معاہدے پر بات چیت کی گئی۔

○ یورپی برادری کے بعد امریکہ نے بھی یوگوسلاویہ کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کر دی ہیں۔

تلاش گمشدہ

خاکسار کا بچہ عزیزی مقبول احمد، عمر ۱۲ سال، رنگ گندمی، قد ۴ فٹ مورخہ ۲۶ اکتوبر ۹۱ء کو سکول گیا تھا اور واپس نہیں آیا۔ اگر کسی دوست کو ملے تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔

دُر محمد خان بلوچ
عباس شوز ہاؤس اقصیٰ چوک ربوہ

پتہ درکار ہے: محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ زوجہ مکرم محمد صدیق صاحب ساکن چک نمبر ۳۴/۲ ضلع سرگودھا۔ وصیت نمبر ۱۷۶۹۰ کے موجودہ ایڈریس کی نظارت بہشتی مقبرہ کو ضرورت ہے۔ براہ کرم جس کسی دوست کو ان کے ایڈریس کا علم ہو یا وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو موجودہ ایڈریس سے مطلع فرمائیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

پتہ